بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحث مزارات اولیاءاللہ رحمہم اللہ تعالیٰ پر گنبد بنانا

مسلمان دو طرح کے ہیں ایک تو عام مومنین۔ دوسرے علماء ومشائخ اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ جن کی تعظیم وتوقیر درحقیقت اسلام کی تعظیم ہے۔عامتہ المسلمین کی قبروں کو پختہ بنانا یاان پر قبہ وغیرہ بنانا چونکہ بے فائدہ ہے اس لئے منع ہے ہاں اس پر مٹی وغیرہ ڈالتے رہنا تاکہ اس کا نشان نہ مٹ جائے فاتحہ وغیرہ پڑھی جاسکے جائز ہے اور علماء مشائخ عظام اولیاء اللہ جن کے مزارات پر خلقت کا ہجوم رہتا ہے لوگ وہاں بیٹھ کر قرآن خوانی وفاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں ان کے آسائش اور صاحب قبر کی اظہارِ عظمت کے لئے اس کے آس پاس سایہ کے لئے قبہ وغیرہ بنانا شرعاً جائز بلکہ سنتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے اور جن عوام مومنین کی قبریں پختہ بنانا یاان پر قبہ بنانا منع ہے اگر ان کی قبریں پختہ بن گئی ہوں تو ان کو گرانا حرام ہے پہلے مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے آخر کے دومسئلوں میں اختلاف اس لئے ہم اس بحث کے دوباب کرتے ہیں۔پہلے باب میں تو اس کا ثبوت۔ دوسرے باب میں مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات۔

پہلا باب

مزارات اولیاء اللہ پر عمارت کا ثبوت

اس جگہ تین امور ہیں ایک تو خود قبر کو پختہ کرنا دوسرے قبر ولی کو قدر سنت یعنی ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا۔ تیسرے قبر کے آس پاس عمارت بنادینا۔ پھر قبر کو پختہ کرنے کی دوصورتیں ہیں

ایک تو قبر کا اندرونی حصہ جو کہ میت سے ملا ہوا ہے اس کو پختہ بنانا دوسرے قبر کا بیرونی حصہ جو کہ اوپر نظر آتا ہے اس کو پختہ کرنا۔

قبر کے اندرونی حصہ کو پختہ اینٹ سے پختہ کرنا۔ وہاں لکڑی لگانا منع ہے ہاں اگر وہاں پتھر یا سیمنٹ لگایا جاوے تو جائز ہے کیونکہ لکڑی اور اینٹ میں آگ کا اثر ہے۔ قبر کا بیرونی حصہ پختہ بنانا عامۃ المسلمین کے لئے منع ہے اور خاص علماء و مشائخ کے لئے جائز ہے۔

قبر کا تعویذ ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا منع ہے اور اگر آس پاس چبوترہ اونچا کر کے اس پر تعویذ بقدر ایک ہاتھ کیا تو جائز ہے۔

قبر کے آس پاس یا قبر کے قریب کوئی عمارت بنانا عامۃ المسلمین کی قبروں پر تو منع ہے اور فقہاء و علماء کی قبروں پر جائز۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

(۱) مشکوۃ کتاب الجنائز باب الدفن میں بروایت ابو داؤد ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن فرمایا تو ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصف فرمایا۔ اور فرمایا کہ اعلم بھا قبر اخی و ادفن الیہ من مات من اھلی ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے مردوں کو دفن کریں گے۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب الجنائز باب دفن المیت الفصل الثانی ص ۱۴۹ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

(۲) بخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں تعلیقًا ہے حضرت خارجہ فرماتے ہیں۔ ہم زمانۂ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تھے۔

ان اشدنا وثبۃ الذی یثب قبر عثمان ابن مظعون حتی یجاوزہ۔

ترجمہ: ہم میں بڑا کودنے والا وہ تھا جو عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبرج ا ص ۴۵۷ مطبوعہ ابن کثیر بیروت وفی نسخہ ج ا ص ۱۸۱۔ ۱۸۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

مشکوۃ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے سرہانے پتھر تھا اور بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود قبرِ عثمان کا تعویذ اس پتھر کا تھا اور دونوں روایات اس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ مشکوۃ میں جو آیا کہ قبر کے سرہانے پر پتھر لگایا اس کے معنی یہ نہیں کہ قبر سے علیحدہ سر کے قریب کھڑا کر دیا بلکہ یہ ہے کہ خود قبر میں ہی سر کی طرف اس کو لگایا یا مطلب یہ کہ قبر ساری اس پتھر کی تھی مگر سرہانے کا ذکر کیا۔ ان دونوں احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کے لئے قبر کچھ اونچی کر دی جاوے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔ اس سے پہلے دو مسئلے حل ہو گئے نیز فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی زمین نرم ہو اور لوہے یا لکڑی کے صندوق میں میت رکھ کر دفن کرنا پڑے تو اس کے اندرونی حصہ میں چاروں طرف مٹی سے کہگل کر دو۔ (دیکھو شامی اور عالمگیری وغیرہ **باب دفن المیت**) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر کو اندر سے کچا ہونا چاہیئے دو مسائل ثابت ہوئے۔

(۳) مشائخ کرام اولیاء عظام علماء کرام رحمہم اللہ تعالی کی مزارات کے ارد گرد یا اس کے قریب میں کوئی عمارت بنانا جائز ہے۔ اس کا ثبوت قرآن کریم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عامۃ المسلمین کے عمل اور علماء کے اقوال سے ہے۔ قرآن کریم نے اصحاب کہف کا قصہ بیان فرماتے ہوئے کہا۔ **قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَى أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا (الکھف ۲۱)** وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے کہ ہم تو ان اصحاب کہف پر مسجد بنائیں گے۔ (پارہ ۱۵ سورہ کہف آیت نمبر ۲۱) روح البیان میں اس آیت میں بنیانا کی تفسیر میں فرمایا۔ دیوارے کہ از چشم مردم پوشیدہ شوند یعنی

لایعلم احد تربتهم وتکون محفوظته من تطرق الناس کما حفظت تربت رسول الله بالحظیرة۔

(تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۲۷۴۔۲۷۵ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

یعنی انہوں نے کہا کہ اصحابِ کہف پر ایسی دیوار بناؤ جو ان کی قبر کو گھیرے اور ان کے مزارات لوگوں کے جانے سے محفوظ ہو جاویں۔ جیسے کہ حضور علیہ السلام کی قبر شریف چار دیواری سے گھیر دی گئی ہے مگر یہ بات نامنظور ہوئی تب مسجد بنائی گئی۔ مَسْجِدًا کی تفسیر روح البیان میں ہے یصلی فیه المسلمون ویتبر کون بمکانهم۔ لوگ اس میں نماز پڑھیں اور ان سے برکت لیں۔ قرآن کریم نے ان لوگوں کی باتوں کا ذکر فرمایا ایک تو اصحابِ کہف کے گرد قبہ اور مقبرہ بنانے کا مشورہ کرنا دوسرے ان کے قریب مسجد بنانا اور کسی باب کا انکار نہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ دونوں فعل جب بھی جائز تھے اور اب بھی جائز ہیں جیسا کہ کتب اصول سے ثابت ہے کہ شرائع قبلنا یلزمنا۔ حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں دفن کیا گیا۔ اگر یہ ناجائز تھا تو پہلے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کو گرا دیتے۔ پھر دفن کرتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کے گرد کچی اینٹوں کی گول دیوار کھچا دی۔ پھر ولید ابن عبد الملک کہ زمانہ میں سیدنا عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موجودگی میں اس عمارت کو نہایت مضبوط بنایا اور اس میں پتھر لگوائے چنانچہ خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ مصنفہ سید سمہودی دسویں فصل فیما یتعلق بالحجرہ المنیفتہ ۱۹۶ میں ہے۔

عن عمرو ابن دینار و عبیدالله ابن ابی زید قالا لم یکن علی عهد النبی صَلی الله تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَسلّم حائط فکان اول من بنی علیه جدارا عمر ابن الخطاب۔ قال عبیدالله ابن ابی زید کان جدار قصیرا ثم بناه عبدالله ابن الزبیر الخ و قال الحسن البصری کنت ادخل بیوت رسول الله صَلی الله تعالیٰ علیه وَ اٰله و اصحابه وَسلّم و انا غلام مراهق اذا نال السقف

بیدی و کان لکل بیت حجرة و کانت حجره من العکسته من سعیر مربوطته فی حشب عرعرة۔

ترجمہ وہ ہی جو اوپر بیان ہو چکا۔

(خلاصۃ الوفا باخبار دارالمصطفی دسویں فصل فیما یتعلق بالحجرہ المنیفتہ ص ۱۹۶)

بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب ماجآء فی قبر النبی و ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما میں ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ولید ابن عبد الملک کے زمانہ میں روضہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی ایک دیوار گر گئی تو اخذوا فی بنائه صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے بنانے میں مشغول ہوئے۔

فبدت لھم قدم ففزعوا و ظنوا انھا قدم النبی علیہ السلام حتی قال لھم عروة لا و اللہ ما ھی قدم النبی علیہ السلام ما ھی الا قدم عمر۔

ترجمہ: ایک قدم ظاہر ہو گیا تو لوگ گھبرا گئے اور سمجھے کہ یہ حضور علیہ السلام کا قدم پاک ہے۔ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ کی قسم یہ حضور علیہ السلام کا قدم نہیں ہے یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ماجآء فی قبر النبی وابی بکر و عمر ج اص ۱۸۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

جذب القلوب الی دیار المحبوب میں شیخ عبد الحق فرماتے ہیں کہ ۵۵۰ھ میں جمال الدین اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں صندل کی لکڑی کی جالی اس دیوار کے آس پاس بنائی اور ۵۵۷ھ میں بعض عیسائی عابدوں کی شکل میں مدینہ منورہ آئے اور سرنگ لگا کر نعش مبارک کو زمین سے نکالنا چاہا۔ حضور علیہ السلام نے تین بار بادشاہ کو خواب میں فرمایا۔ لہذا بادشاہ نے ان کو قتل کرایا اور روضۂ رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے آس

پاس پانی تک بنیاد کھود کر سیسہ لگا کر اس کو بھر دیا پھر ۶۷۸ھ میں سلطان قلاؤں صالحی نے یہ گنبد سبز جواب تک موجود ہے بنوایا۔

ان عبارات سے یہ معلوم ہوا کہ روضۂ مطہرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بنوایا تھا اگر کوئی کہے کہ یہ تو حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے تو کہا جاوے گا کہ اس روضہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وفاروق رضی اللہ عنہ بھی دفن ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دفن ہوں گے لہٰذا یہ خصوصیت نہ رہی۔ بخاری جلد اول **کتاب الجنائز** اور **مشکوۃ باب البکا علی المیت** میں ہے کہ حضرت امام حسن ابن حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

ضربت امراته القبة علی قبره سنة۔

ترجمہ: تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبہ ڈالے رکھا۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر ج ۱ ص ۴۴۶ مطبوعہ ابن کثیر بیروت وفی نسخہ ج ۱ ص ۱۷۷ مطبوعہ قدیمی کتب حانہ کراچی)

یہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں سب کی موجودگی میں ہوا۔ کسی نے انکار نہ کیا۔ نیز ان کی بیوی ایک سال تک وہاں رہیں۔ پھر گھر واپس آئیں۔ جیسا کہ اسی حدیث میں ہے۔ اس سے بزرگوں کی قبروں پر مجاوروں کا بیٹھنا بھی ثابت ہوا۔

یہاں تک تو قرآن و حدیث سے ثابت ہوا۔ اب فقہاء و محدثین اور مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

روح البیان جلد ۳ پارہ ازیر آیت (پارہ ۱۰ سورہ التوبۃ ۹ آیت نمبر ۱۸) **إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ** میں ہے۔

فبناءقباب علی قبور العلمآءو الاولیاءو الصلحآءامر جائز اذا کان القصد بذلک التعظیم فی اعین العآمۃ حتی لا یحتقرو اصاحب ھذاالقبر۔

ترجمہ: علماء، اولیاء وصالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی قبروں پر عمارات بنانا جائز کام ہے جبکہ اس سے مقصود ہو لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا تاکہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔

(تفسیر روح البیان ج۳ص ۵۱۰ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

مرقات شرح مشکوۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت میں ہے۔

قد اباح السلف البناءعلی قبور المشائخ و العلمآءالمشھورین لیرورھم الناس و یستریحوا بالجلوس۔

ترجمہ: پہلے علماء نے مشائخ اور علماء کی قبروں پر عمارات بنانا جائز فرمایا ہے تاکہ ان کی لوگ زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام پائیں۔ (مرقات شرح مشکوۃ باب دفن المیت ج۴ص ۶۰)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں۔

در آخر زمان بجہت اقتصار نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر وترویج مشاہد ومقابر مشائخ وعظماء دیدہ چیزہا افزدوند تا آنجاہیبت وشوکت اہل اسلام واہل صلاح پیدا آید خصوصاً در دیار ہند کہ اعدائے دین از ہنود و کفار بسیار اند۔ وترویج واعلاء شان ایں مقامات باعث رعب وانقیاد ایشاں است وبسیار اعمال وافعال واوضاع کہ درزمان سلف از مکروہات بودہ اند در آخر زمان از مستحسنات گشتہ۔

ترجمہ: آخر زمان میں چونکہ عام لوگ محض ظاہر بین رہ گئے لہٰذا مشائخ اور صلحاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی قبروں پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر زیادتی کر دی تاکہ مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی ہیبت ظاہر ہو خاصکر ہندوستان میں کہ یہاں ہندو اور کفار بہت سے دشمنانِ دین ہیں ان مقامات کی اعلانِ شان

کفار کے رعب اور اطاعت کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ تھے اور آخرِ زمانہ میں مستحب ہو گئے۔

(سفر السعادات باب زیارۃ القبور ص ۲۷۲ مطبوعہ نوریہ رضویہ)

شامی جلد اول باب الدفن میں ہے۔

وقیل لایکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات۔

ترجمہ: کہ اگر میت مشائخ اور علماء اور سادات کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ہو تو اس کی قبر پر عمارت بنانا مکروہ نہیں ہے۔

(ردالمحتار کتاب الجنائز مطلب فی دفن المیت ج ا ص ۶۶۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

درمختار میں اسی باب الدفن میں ہے۔ لا یرفع علیہ بناء وقیل لا باس بہ وھو المختار قبر پر عمارت نہ بنائی جائے اور کہا گیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ ہی قول پسندیدہ ہے۔

(ردالمحتار کتاب الجنائز مطلب فی دفن المیت ج ا ص ۶۶۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ شامی اور درمختار نے عمارت کے جواز کو قیل سے بیان کیا۔ اس لئے یہ قول ضعیف ہے لیکن یہ صحیح نہیں فقہ میں قیل علامت ضعف نہیں۔ اور بعض جگہ ایک مسئلہ میں دو قول بیان کرتے ہیں اور دونوں قیل سے۔ ہاں منطق میں قیل علامت ضعف ہے۔ قیل کی مکمل بحث اذان قبر کے بیان میں دیکھو۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۳۳۵ میں ہے۔

وقد اعتاد اھل المصر وضع الاحجار حفظا للقبور عن الاندراس والنبش ولا باس بہ وفی الدرر ولا یجصص ولا یطین ولا یرفع علیہ بناء وقیل لا باس بہ ھو المختار۔

ترجمہ: مصر کے لوگ قبروں پر پتھر رکھنے کے عادی ہیں تاکہ وہ مٹنے اکھڑنے سے محفوظ رہیں اور قبر کو گچ نہ کی جاوے نہ کھگل کی جاوے نہ اس پر عمارت بنائی جاوے اگر کہا گیا کہ جائز ہے اور یہ ہی مختار ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۳۳۵)

میزان کبریٰ آخر جلد اول کتاب الجنائز میں امام شعرانی فرماتے ہیں۔

ومن ذلک قول الائمۃ ان القبر لا یبنی ولا یجصص مع قول ابی حنیفۃ یجوز ذلک قال الاول مشدد والثانی مخفف۔

ترجمہ: اسی سے ہے دیگر اماموں کا یہ کہنا کہ قبر پر نہ عمارت بنائی جاوے اور نہ اس کو گچ کی جاوے باوجودیکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ یہ سب جائز ہے پس پہلے قول میں سختی ہے اور دوسرے میں آسانی۔

(میزان کبریٰ آخر جلد اول کتاب الجنائز ج ا ص ۱۵۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

اب تو رجسٹری ہوگئی کہ خود امام مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان مل گیا کہ قبر پر قبہ وغیرہ بنانا جائز ہے۔

الحمدللہ کہ قرآن و حدیث اور فقہی عبارات بلکہ خود امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان پاک سے ثابت ہو گیا کہ اولیاء وعلماء رحمہم اللہ تعالیٰ کی قبور پر گنبد وغیرہ بنانا جائز ہے۔ عقل بھی یہ ہی چاہتی ہے کہ یہ جائز ہو چند وجود سے اولاً تو یہ دیکھا گیا ہے کہ عام کچی قبروں کا عوام کی نگاہ میں نہ ادب ہوتا ہے نہ احترام اور نہ زیادہ فاتحہ خوانی نہ کچھ اہتمام بلکہ لوگ پیروں سے اس کو روندتے ہیں۔ اور اگر کسی قبر کو پختہ دیکھتے ہیں غلاف وغیرہ پڑا ہوا پاتے ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے اس سے بچ کر نکلتے ہیں اور خود بخود فاتحہ کو ہاتھ اٹھ جاتا ہے اور مشکوۃ باب الدفن میں اور مرقات میں ہے کہ مسلمان کا زندگی اور بعد موت یکساں ادب چاہیئے۔ اسی طرح فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں کہ قبر سے اتنی دور بیٹھے جتنی دور کہ صاحبِ قبر کی زندگی میں اس سے بیٹھتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ میت کا احترام بقدرِ زندگی کے احترام کے ہے اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ تو زندگی میں واجب التعظیم تھے لہٰذا بعد موت بھی اور قبر کی عمارت اس تعظیم کا ذریعہ ہے لہذا کم از کم مستحب ہے۔ دوسرے اس لئے کہ جس طرح تمام عمارات میں سرکاری عمارتیں یا کہ مساجد ممتاز رہتی ہیں کہ ان کو پہچان کر لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ علماء کو چاہئیے کہ اپنی وضع قطع لباس صورت اہل علم کا سا رکھیں تا کہ لوگ ان کو پہچان کر مسائل دریافت کریں۔ اسی طرح چاہئیے کہ علماء ومشائخ رحمھم اللہ تعالیٰ کی قبور عام قبروں سے ممتاز رہیں تا کہ لوگ پہچان کر ان سے فیض لیں۔ تیسرے اس لئے کہ مقابرِ اولیاء اللہ **شعائر اللہ** ہیں جیسا کہ ہم اس سے پہلے تفسیر روح البیان کے حوالہ سے بیان کرچکے ہیں اور **شعائر اللہ** کا ادب ضروری ہے قرآن سے ثابت ہے لہذا قبروں کا ادب چاہئیے۔ ادب کے ہر ملک اور ہر زمانہ میں علیحدہ طریقے ہوتے ہیں۔ جو طریقہ بھی ادب کا خلاف اسلام نہ ہو وہ جائز ہے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کے زمانۂ پاک میں قرآن پاک ہڈیوں اور چمڑے پر لکھا تھا۔ مسجد نبوی کچی تھی اور چھت میں کھجور کے پتے تھے جو بارش میں ٹپکتی تھی مگر بعد کے زمانہ میں مسجدِ نبوی نہایت شاندار روضۂ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم بہت اہتمام سے بنائے گئے اور قرآن کو اچھے کاغذ پر چھاپہ گیا۔

درمختار کتاب الکراہیت فضل فی البیع میں ہے۔**وجاز تجلیته المصحف لما فیه من تعظیمه کمافی نقش المسجد۔**

(ردالمحتار علی درالمختار ج۵ ص۲۷۳ کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اس کے ماتحت شامی میں ہے **ای بالذھب و الفضة** یعنی قرآن کریم کو چاندی سونے سے آراستہ کرنا جائز ہے کیونکہ اس میں قرآن عظیم الشان کی تعظیم ہے۔ جیسا کہ مسجد کو نقشین کرنا۔ اسی

طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں حکم تھا کہ قرآن عظیم الشان کو آیات اور رکوع اور اعراب سے خالی رکھو لیکن اس زمانہ کے بعد چونکہ ضرورت درپیش ہوئی۔ یہ تمام کام جائز بلکہ ضروری ہو گئے۔شامی میں اسی جگہ ہے۔

وماروی عن ابن مسعود جردو القرآن کان فی ومنھم وکم من شئیی یختلف باختلاف الزمان والمکان۔

ترجمہ:ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن کو اعراب وغیرہ سے خالی رکھو یہ اس زمانہ میں تھااور بہت سی چیزیں زمانہ اور جگہ بدلنے سے بدل جاتی ہیں۔

(ردالمحتار علی درالمختار ج۵ ص ۲۷۳ کتاب الخطر والاباحۃ فصل فی البیع مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اسی مقام پر شامی (ردالمحتار علی درالمختار ج ۵ ص ۲۷۳ کتاب الخطر والاباحۃ فصل فی البیع مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)میں ہے کہ قرآن کو چھوٹا کر کے نہ چھاپو یعنی حمائل نہ بناؤ بلکہ اس کا قلم موٹا ہو۔ حرف کشادہ ہوں تقطیع بڑی ہو یہ سارے احکام کیوں ہیں؟ صرف قرآن کی عظمت کے لئے اسی طرح یہ بھی ہے اول زمانہ میں تعظیم قرآن واذان واقامت پر اجرت لینا حرام تھا حدیث وفقہ میں موجود ہے مگر بعد کو ضرورتاً جائز کیا گیا۔ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں خود زندہ لوگوں کو پختہ مکان بنانے کی ممانعت تھی۔ایک صحابی نے پختہ مکان بنایا تو حضور علیہ السلام ناراض ہوئے یہاں تک کہ ان کے سلام کا جواب نہ دیا جب اس کو گرادیا۔تب جوابِ سلام دیا(دیکھو مشکوۃ کتاب الرقاق فصل الثانی ص ۴۴۱ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)اسی مشکوۃ کتاب الرقاق میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ **اذالم یبارک للعبد فی مالہ جعلہ فی الماۤء والطین۔** جب بندے کے مال میں بے برکتی ہوتی ہے تو اس کو اینٹ گارے میں خرچ کرتا ہے۔(مشکوۃ المصابیح کتاب الرقاق الفصل الثالث ص ۴۴۴ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)لیکن ان احکام کے باوجود عام مسلمانوں نے بعد میں پختہ مکان

بھی بنائے اور مسجدیں بھی۔ تعجب ہے کہ جو حضرات اولیاء اللہ کی قبروں کے پختہ کرنے یا ان پر قبہ بنانے کو حرام کہتے ہیں وہ اپنے مکان کیوں عمدہ اور پختہ بناتے ہیں۔ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ (پارہ ا سورہ البقرۃ ۲ آیت نمبر ۸۵) کیا بعض حدیثوں پر ایمان ہے اور بعض کا انکار۔ اللہ سمجھ دے۔ چوتھے اس لئے کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی مقابر کا پختہ ہونا۔ ان پر عمارات قائم ہونا۔ تبلیغ اسلام کا ذریعہ ہے۔ اجمیر شریف وغیرہ میں دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں سے زیادہ وہاں ہندو اور دیگر کفار زیارت کو جاتے ہیں بہت سے ہندوؤں اور رافضیوں کو میں نے دیکھا کہ خواجہ صاحب کی دھوم دھام دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

ہندوستان میں اب کفار مسلمانوں کے ان اوقاف پر قبضہ کر رہے ہیں جن میں کوئی علامت نہ ہو۔ بہت سی مسجدیں، خانقاہیں، قبرستان بے نشان ہو کر ان کے قبضے میں پہنچ گئے اگر قبرستان کی ساری قبریں کچی ہوں تو وہ کچھ دن میں گر گر کر برابر ہو جاتی ہیں اور سادہ زمین پر کفار قبضہ جما لیتے ہیں لہذا اب سخت ضرورت ہے کہ ہر قبرستان میں کچھ قبریں پختہ ہوں تا کہ ان سے اس زمین کا قبرستان ہونا بلکہ اس کے حدود معلوم رہیں۔

میں نے اپنے وطن میں خود دیکھا کہ مسلمانوں کے دو قبرستان بھر چکے تھے ایک میں بجز دو تین قبروں کے ساری قبریں کچی تھیں۔ دوسرے قبرستان کے کچھ حصہ میں پختہ قبریں بھی تھیں۔ مسلمان فقیروں نے یہ دونوں قبرستان خفیہ طور پر فروخت کر دیئے جس پر مقدمہ چلا۔ پہلا قبرستان تو سوائے پختہ قبروں کے مکمل طور پر مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا کیونکہ حکام نے اسے سفید زمین مانا۔ دوسرے قبرستان کا آدھا حصہ جہاں تک پختہ قبریں تھیں مسلمانوں کو ملا۔ باقی وہ حصہ جس میں ساری قبریں کچی تھیں اور مٹ چکی تھیں کفار کے پاس پہنچ گئے کیونکہ اس قبرستان کے حدود پختہ

قبروں کی حد سے قائم کئے گئے باقی کا بیع نامہ درست مانا گیا۔اس سے مجھے پتہ لگا کہ اب ہندوستان میں کچھ قبریں پختہ ضرور بنوانی چاہئیں کیونکہ یہ بقاءوقف کا ذریعہ ہیں جیسے مسجد کے لئے مینارے۔

ماہ جولائی ۱۹۶۰ءکے اخبارات میں مسلسل یہ خبر شائع ہو رہی ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے پیر سید احمد صاحب بریلوی کی قبر جو بالاکوٹ میں واقع ہے شکستہ حالت میں ہے اس کی مرمت کی جاوے گی اور اس پر گنبد وغیرہ تعمیر کیا جاویگا۔ سبحان اللہ سید احمد صاحب جنہوں نے عمر بھر مسلمانوں کی قبریں ڈھائیں اب خود ان کی قبر پر گنبد بنے لاکھ مسلمان شریک تھے اس عمارت پر ۷۵ لاکھ روپیہ خرچ ہو گا اس تقریب میں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی احتشام الحق نے بھی شرکت کی۔ ان کی تقریر راولپنڈی کے جنگ ۱۲ اگست ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئی آپ نے بہت خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ مبارک ہو کہ بانیٔ انقلاب آج بانی پاکستان کی قبر پر سنگ بنیاد رکھ رہا ہے اب تک پاکستان کی حکومتوں نے اس مبارک کام میں بہت سستی کی تھی۔ مسلمانو! یہ ہیں وہ دیوبندی جو اب تک مسلمانوں کی قبریں اکھڑواتے تھے جنہوں نے نجدی حکومت کو مبارک باد کے تار دیئے تھے کہ اس نے صحابہ واہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبریں اکھیڑ دیں آج قائداعظم کی قبر پر گنبد وغیرہ تعمیر ہونے پر مبارک باد دے رہے ہیں۔ان کا کتابی مذہب اور ہے۔زبانی مذہب اور عملی مذہب کچھ اور چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی۔ بہرحال مزار پر گنبد کے دیوبندی بھی قائل ہو گئے۔

دوسرا باب

عمارت قبور پر اعتراضات کے جوابات میں

مخالفین کے اس مسئلہ پر صرف دو ہی اعتراض ہیں اول تو یہ کہ مشکوۃ باب الدفن میں بروایت مسلم ہے۔

اعتراض (۱):نھی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ و اصحابہ وَسلَّم ان یجصص القبور و ان یبنی علیہ و ان یقعد علیہ۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے منع فرمایا اس سے کہ قبروں پر گچ کی جاوے اور اس سے کہ اس پر عمارت بنائی جاوے اور اس سے کہ اس پر بیٹھا جاوے۔

(مشکوۃ المصابیح باب الدفن علی المیت الفصل الاول ص۱۴۸ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

نیز عام فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یکرہ البنآء علی القبور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین کام حرام ہیں قبر کو پختہ بنانا۔ قبر پر عمارت بنانا اور قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا۔

جواب:۔ قبر کو پختہ کرنے سے منع ہونے کی تین صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ قبر کا اندرونی حصہ جو کہ میت کی طرف ہے اس کو پختہ کیا جاوے۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا۔ ان یجصص القبور یہ نہ فرمایا گیا علی القبور دوسرے یہ کہ عامۃ المسلمین کی قبور پختہ کی جاویں کیونکہ یہ بے فائدہ ہے تو معنی یہ ہوئے کہ ہر قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا۔ تیسرے یہ کہ قبر کو سجاوٹ تکلیف یا فخر کے لئے پختہ کیا۔ یہ تینوں صورتیں منع ہیں اور اگر نشان باقی رکھنے کے لئے کسی ولی اللہ کی قبر پختہ کی جاوے تو جائز ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پختہ پتھر کی بنائی۔ جیسا کہ پہلے باب میں عرض کیا گیا۔ لمعات میں اسی ان یجصص القبور کے ما تحت ہے لما فیہ من الزینتہ و التکلیف کیونکہ اس میں محض سجاوٹ اور تکلیف ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اگر اس لئے نہ ہو تو جائز ہے ان یبنی علیہ یعنی قبر پر عمارت بنانا منع فرمایا۔ اس کے بھی چند معنی اولاً تو یہ کہ خود قبر پر عمارت بنائی جاوے اس طرح کہ قبر دیوار میں شامل ہو جاوے۔ چنانچہ شامی باب الدفن میں ہے۔

وتکرہ الزیادۃ علیہ لما فی المسلم۔ نھی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ الہ و اصحابہ وَسلَّم ان یجصص القبر و ان یبنی علیہ۔ ترجمہ: قبر کو ایک ہاتھ سے اونچا کرنا منع ہے کیونکہ مسلم میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر کچھ بنانے سے منع فرمایا۔

(ردالمحتار کتاب الجنائز مطلب فی دفن المیت ج ا ص ٦٦٢ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

درمختار اسی باب میں ہے وتکرہ الزیادۃ علیہ من التراب لانہ بمنزلۃ البنآء قبر پر مٹی زیادہ کرنا منع ہے کیونکہ یہ عمارت بنانے کے درجہ میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر بنانا یہ ہے کہ قبر دیوار میں آجاوے اور گنبد بنانا یہ حول البقر یعنی قبر کے ارد گرد بنانا ہے یہ ممنوع نہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ حکم عامۃ المسلمین کے لئے قبروں کے لئے ہے۔ تیسرے یہ کہ اس بنانے کی تفسیر خود دوسری حدیث نے کردی جو کہ مشکوۃ باب المساجد میں ہے۔

اللَّهُمَّ لَا تجعَل قَبْرِي وثنا يعبد اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائهمْ مَسَاجِدَ۔

ترجمہ: اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جاوے اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہے جس نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

(مشکوۃ المصابیح الفصل الاول ص ٧٢ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کو مسجد بنانا اس پر عمارت بنا کر اس طرف نماز پڑھنا حرام ہے یہ ہی اس حدیث سے مراد ہے۔ قبروں پر کیا نہ بناؤ مسجد۔ قبر کو مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی عبادت کی جاوے۔ یا کم از کم اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف سجدہ کیا جاوے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

قال البیضاوی لما کانت الیھود والنصری یسجدون لقبور الانبیآء تعظیما لشانھم و یجعلونھا قبلۃ یتوجھون فی الصلوۃ نحوھا و اتخذوھا اوثاناً لعنھم و منع المسلمون عن مثل ذلک۔

ترجمہ: بیضاوی نے فرمایا کہ جبکہ یہود و نصاریٰ پیغمبروں کی قبروں کو تعظیماً سجدہ کرتے تھے اور اس کو قبلہ بناکر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ان قبور کو انہوں نے بت بناکر رکھا تھالہذا اس پر حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا گیا۔

یہ حدیث معترض کی پیش کردہ حدیث کی تفسیر ہوگئی۔ معلوم ہوگیا کہ قبہ بنانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا۔ چوتھے یہ کہ یہ ممانعت حکم شرعی نہیں ہے بلکہ زہد و تقویٰ کی تعلیم ہے جیسے کہ ہم پہلے باب میں عرض کرچکے کہ رہنے کے مکانات کو پختہ کرنے سے بھی روکا گیا بلکہ گرادیئے گئے پانچواں یہ کہ جب بنانے والے کا یہ اعتقاد ہو کہ اس عمارت سے میت کو راحت یا فائدہ پہنچتا ہے تو منع ہے کہ غلط خیال ہے اور اگر زائرین کی آسائش کے لئے عمارت بنائی جاوے تو جائز ہے۔

ہم نے یہ توجہیں اس لئے کیں کہ بہت سے صحابہ کرام نے خاص خاص قبروں پر عمارات بنائی ہیں یہ فعل سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے چنانچہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی قبر انور کے گرد عمارت بنائی۔ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر خوبصورت عمارت بنائی۔ حسن مثنی کی بیوی نے پرانے شوہر کی قبر پر قبہ ڈالا جس کو ہم بحوالہ مشکوۃ باب البکاء سے نقل کرچکے۔ زوجہ حسن مثنی کے اس فعل کے ماتحت ملا علی قاری مرقات شرح مشکوۃ باب البکاء میں فرماتے ہیں۔

الظاھر انہ لاجتماع الاحباب للذکر والقراءۃ وحضور الاصاحب للدعا بالمغفرۃ والرحمۃ اماحمل فعلھاعلی العبث المکروہ فغیر لائق لصنیع اھل البیت۔

ترجمہ: ظاہر یہ ہے کہ یہ قبور دوستوں اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جمع ہونے کے لئے تھا تاکہ ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں لیکن ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بنانا جو کہ مکروہ ہے یہ اہل بیت کی شان کے خلاف ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح کتاب الجنائز البکاء علی المیت الفصل الثالث تحت رقم الحدیث ۱۷۴۹ ص ۲۳۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

صاف معلوم ہوا کہ بلافائدہ عمارت بنانا منع اور زائرین کے آرام کے لئے جائز ہے۔ نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر پر قبہ بنایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر اور حضرت محمد ابن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر پر قبہ بنایا۔ منتقٰی شرح مؤطاء امام مالک میں ابو عبد سلیمان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وضربه عمر علی قبر زینب بنت جحش وضربته عائشة علی قبر اخیها عبدالرحمن وضربه محمد ابن الحنفية علی قبر ابن عباس وانما کرهه لمن ضربه علی وجه السمعة والمباهات۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زینب جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پر قبہ بنایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر قبہ بنایا محمد ابن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ابن علی رضی اللہ عنہما) نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر پر قبہ بنایا اور جس نے قبہ بنانا مکروہ کہا ہے تو اس کے لئے کہا جو کہ اس کو فخر و رِیا کے لئے بنائے۔

بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۲۰ میں ہے۔

روی ان ابن عباس لمامات بالطائف صلی علیه محمد ابن حنفية وجعل قبره مسنما وضرب علیه فسطاطاً۔

ترجمہ: جبکہ وظائف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا تو ان پر محمد ابن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی اور ان کی قبر ڈھلوان بنائی اور قبر پر قبہ بنایا۔

(بدائع الصنائع ج ۱ ص ۳۲۰ مطبوعہ مصر)

عینی شرح بخاری میں ہے **ضربه محمد ابن حنیفة علی قبر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما** ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ فعل کئے اور ساری امت روضۂ رسول علیہ السلام پر جاتی رہی۔ کسی محدث کسی فقیہ کسی عالم نے اس روضہ پر اعتراض نہ کیا لہٰذا اس حدیث کی وہ ہی توجیہیں کی جاویں جو کہ ہم نے کیں۔ قبر پر بیٹھنے کے معنے ہیں قبر پر چڑھ کر یہ منع ہے نہ کہ وہاں مجاور بننا۔ مجاور بننا تو جائز ہے۔ مجاور اسی کو تو کہتے ہیں جو قبر کا انتظام رکھے کھولنے بند کرنے کی چابی اپنے پاس رکھے وغیرہ وغیرہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی والدہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کی منتظمہ اور چابی والی تھیں۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو زیارت کرنی ہوتی تو ان سے ہی کھلوا کر زیارت کرتے۔ دیکھو مشکوۃ **باب الدفن**۔ آج تک روضہ مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مجاور رہتے ہیں کسی نے ان کو ناجائز نہ کہا۔

اعتراض (۲):۔ مشکوۃ باب الدفن میں ہے۔

وعن ابی هیاج ن الاسدی قال قال لی علی الا ابعثک علی ما بعثنی رسول اللہ علیه السلام ان لاتدع تمثالا الا طمسته ولا قبراً مشرفاً الا سویته۔

ترجمہ: ابوہیاج اسدی سے مروی ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھ کو حضور علیہ السلام نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تم کوئی تصویر نہ چھوڑو مگر مٹادو اور نہ کوئی اونچی قبر مگر اس کو برابر کردو۔

(مشکوۃ المصابیح باب الدفن علی المیت الفصل الاول ص ۱۴۸ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں ہے۔

ورای ابن عمر قسطاطا علی قبر عبدالرحمن فقال انزعہ یاغلام فانما یظلہ عملہ۔

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر قبہ خیمہ دیکھا پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اے لڑکے اس کو علیحدہ کردو کیونکہ ان پر ان کے عمل سایہ کررہے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر ج ا ص ۱۸۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر کسی قبر پر عمارت بنی ہو یا قبر اونچی ہو تو اس کو گرادینا چاہئیے۔

نوٹ ضروری: اس حدیث کو آڑ بناکر نجدی وہابیوں نے صحابہ کرام اور اہل بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات کو گراکر زمین کے ہموار کردیا۔

جواب: جن قبروں کو گرادینے کا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیاہے وہ کفار کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمین کی۔ اس کی چند وجہ ہیں۔ اولاً تو یہ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تم کو اس کام کے لئے بھیجتا ہوں۔ جس کے لئے مجھے حضور علیہ السلام نے بھیجا۔ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں جن قبروں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گرایا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہوسکتیں۔

کیونکہ ہر صحابی کے دفن میں حضور علیہ السلام شرکت فرماتے تھے۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کوئی کام بھی حضور علیہ السلام کے بغیر مشورہ کے نہ کرتے تھے لہٰذا اس وقت جس قدر قبور مسلمین بنیں وہ یا تو حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی موجودگی کی یا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ واصحابہ وَسلَّم کی اجازت سے تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا۔ عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں۔ بخاری شریف صفحہ ۶۱ مسجدِ نبوی کی تعمیر کے بیان میں ہے۔

امر النبی علیہ السلام بقبور المشرکین فبشت۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے مشرکین کی قبروں کا حکم دیا پس اکھیڑ دی گئیں۔

(صحیح البخاری باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ ویتخذ مکانھا مساجد؟ ج ۱ص ۶۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۱ میں ایک باب باندھا باب ھل ینبش قبور مشرکین الجاھلیۃ کیا مشرکین زمانہ جاہلیت کی قبریں اکھیڑ دی جاویں اسی کی شرح میں حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری جلد دوم صفحہ ۲۶ میں فرماتے ہیں۔

ای دون غیرھا من قبور الانبیآء و اتباعھم لما فی ذلک اھانۃ لھم۔

ترجمہ: یعنی ماسوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں ان کی اہانت ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱ص ۵۲۴ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

وفی الحدیث جواز تصرف فی المقبرۃ المملوکۃ و جواز نبش قبور الدارسۃ اذا لم یکن محرمۃ۔

ترجمہ: اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو قبرستان ملک میں آگیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبریں اکھاڑ دی جاویں بشرطیکہ محترمہ نہ ہوں۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱ص ۵۲۴ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

اس حدیث اور اس کی شرح نے مخالف کی پیش کردہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کردی کہ مشرک کی قبریں گرائی جاویں۔ دوسرے اس لئے کہ اس میں قبر کے ساتھ فوٹو کا کیوں ذکر ہے۔ مسلمان کی قبر پر فوٹو کہاں ہوتا ہے؟ معلوم ہوا کہ کفار کی قبریں ہی مراد ہیں کیونکہ ان کی قبروں پر میت کا فوٹو بھی ہوتا ہے۔ تیسرے اس لئے کہ فرماتے ہیں کہ اونچی قبر کو زمین کے برابر کردو اور مسلمان کی قبر کے لئے سنت ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ اونچی رہے۔ اس کو بالکل پیوند زمین کرنا

خلافِ سنت ہے۔ ماننا پڑے گا کہ یہ قبورِ کفار تھیں ورنہ تعجب ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو اونچی قبریں اکھڑوائیں اور ان کے فرزند محمد ابن حنیفہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر پر قبہ بنائیں۔ اگر کسی مسلمان کی قبر اونچی بن بھی گئی۔ تب بھی اس کو نہیں اکھیڑ سکتے کیونکہ اس میں مسلمان کی توہین ہے۔ اولاً اونچی نہ بناؤ مگر جب بن جائے تو نہ مٹاؤ۔ قرآن پاک چھوٹا سائز چھاپنا منع ہے دیکھو شامی کتاب الکراہیت مگر جب چھپ گیا تو اس کو پھینکو نہ جلاؤ کیونکہ اس میں قرآن کی بے ادبی ہے احادیث میں وارد ہے کہ مسلمان کی قبر پر بیٹھنا وہاں پاخانہ کرنا۔ وہاں جوتے سے چلنا ویسے بھی اس پر چلنا پھرنا منع ہے مگر افسوس کہ نجدی نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات گرائے اور معلوم ہوا ہے کہ اب جدہ میں انگریز عیسائیوں کی اونچی اونچی قبریں برابر بن رہی ہیں۔ صدق رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ الٰہ واصحابہ وَسلَّم یقتلون اھل الاسلام ویترکون اھل الاصنام۔ ہر ایک کو اپنی جنس سے محبت ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے سند لانا محض بے جا ہے وہ تو خود فرمارہے ہیں کہ میت پر اعمال کا سایہ کافی ہے جس سے معلوم ہوا کہ اگر میت پر سایہ کرنے کے لئے قبہ بنایا تو جائز ہے۔ عینی شرح بخاری اسی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ماتحت فرماتے ہیں۔

وھی اشارۃ الی ان ضرب القسطاط لغرض صحیح کالتستر من الشمس مثلا للاحیآء لا لاضلال المیت جاز۔

ترجمہ: ادھر اشارہ ہے کہ قبر پر صحیح غرض کے لئے خیمہ لگانا جیسے کہ زندوں کو دھوپ سے بچانے کے لئے نہ کہ میت کو سایہ کرنے کے لئے جائز ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب الجرید علی القبر ج ۸ ص ۱۸۳)

اس کا تجربہ خود مجھ کو اس طرح ہوا کہ میں ایک دفعہ دوپہر کے وقت ایک گھنٹہ کے لئے سیالکوٹ گیا۔ بہت شوق تھا کہ ملا عبدالحکیم فاضل سیالکوٹی علیہ الرحمۃ کے مزار پر فاتحہ پڑھوں۔ کیونکہ ان کے حواشی دیکھنے کا اکثر مشغلہ رہا وہاں پہنچا۔ قبر پر کوئی سائبان نہ تھا۔ زمین گرم تھی دھوپ تیز تھی بمشکل تمام چند آیات پڑھ کر فوراً وہاں سے ہٹنا پڑا۔ جذبہ دِل دِل ہی میں رہ گیا۔ اس دن معلوم ہوا کہ مزارات پر عمارات بہت فائدہ مند ہیں۔ تفسیر روح البیان پار ۲۶ سورہ فتح زیر آیت **إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔** (پارہ ۲۶ سورہ الفتح ۴۸ آیت نمبر ۱۸) ہے کہ بعض مغرور لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ آج کل لوگ انبیاء اللہ علیہم السلام کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں لہذا ہم ان قبروں کو گرائیں گے تاکہ یہ لوگ دیکھ لیں کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں کوئی قدرت نہیں ہے ورنہ وہ اپنی قبروں کو گرنے سے بچالیتے۔

فاعلم ان هذا الصنيع كفر صراح ماخوذ من قول فرعون ذروني اقتل موسى وليدع ربه اني اخاف ان يبدل دينكم او ان يظهر في الارض الفساد۔

ترجمہ: تو جان لو کہ یہ کام خالص کفر ہے فرعون کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ چھوڑ دو مجھ کو میں موسیٰ کو قتل کر دوں وہ اپنے خدا کو بلالے میں خوف کرتا ہوں کہ تمہارا دین بدل دے گا یا زمین میں فساد پھیلا دے گا۔

(تفسیر روح البیان ج۹ ص ۴۲۔۴۳ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

مجھ سے ایک بار کسی نے کہا کہ اگر اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کچھ طاقت تھی تو نجدی وہابیوں سے اپنی قبروں کو کیوں نہ بچایا؟ معلوم ہوا کہ یہ محض مردے ہیں پھر ان کی تعظیم وتوقیر کیسی؟ میں نے کہا کہ حضور علیہ السلام سے پہلے کعبہ معظمہ میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ بت تھے اور احادیث میں ہے کہ قریب قیامت ایک شخص کعبہ کو گرادے گا۔ آج

لاہور میں مسجد شہید گنج سکھوں کا گوردوارہ بن گئی۔ بہت سی مساجد ہیں جو کہ برباد کر دی گئیں تو اگر ہندو کہیں کہ اگر خدا میں طاقت تھی تو اس نے اپنا گھر ہمارے ہاتھوں سے کیوں نہ بچالیا۔ اولیاء اللہ تعالیٰ رحمہم اللہ تعالیٰ یا ان کی مقابر کی تعظیم ان کی محبوبیت کی وجہ سے کی ہے نہ کہ محض قدرت سے جیسے کہ مساجد اور کعبہ معظمہ کی تعظیم ابن سعود نے بہت سی مسجدیں بھی گرا دیں جیسے کہ مسجد سیدنا بلال کوہ صفا پر وغیرہ وغیرہ۔ (سعید الحق ص ۵۹۶-۶۰۶)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و الہ و صحبہ و اھل بیتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ